قتل عام بھی کر دیں اور ایک مسلمان بچے کو بھی زندہ نہ چھوڑیں تب بھی ان کے انتقام میں اسلامی ریاست کے کسی ذمی کا بال تک بیکا نہ کیا جائے گا۔ اور اس کے برعکس اگر آپ ہندو ریاست میں صدر جمہوریہ اور وزیر اعظم اور کمانڈران چیف، غرض تمام کلیدی مناصب مسلمانوں کو دے دیں تب بھی اس کے جواب میں کوئی ایک فرد بھی اسلامی حکومت کے کسی محکمہ کا نگران (Director) نہ مقرر کیا جائے گا اور نہ کسی ذمی کو اسلامی فوج میں بھرتی کیا جائے گا۔

قرآن اور عربی زبان

سوال ۱: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ پڑھ کر یہ سوچتا ہوں کہ ہماری اور ہمارے آباؤ اجداد کی زبان عربی نہیں تھی۔ پھر قرآن کے عربی ہونے پر ہم کیوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے مکلف ہیں؟

جواب: جو نبی الگ الگ قوموں کے لیے آتے رہے ان کی دعوت تو اسی قوم کی زبان میں ہوتی تھی جس قوم میں وہ آئے تھے، لیکن جو نبی تمام قوموں کے لیے آئے اس کے لیے بھی بہر حال یہ ناگزیر ہے کہ وہ پہلے اس قوم میں دعوت و تبلیغ کا کام کرے جس میں وہ پیدا ہوا ہے اور پھر اس قوم کو مسلمان بنانے کے بعد دنیا کی باقی دوسری قوموں میں تبلیغ کرنے کے لیے اسے ذریعہ بنائے۔ اس کے سوا ایک عالمگیر نبی کے لیے تبلیغ کی اور کیا صورت ہو سکتی ہے؟

سوال ۲: ایک سکھ دوست کو مطالعے کے لیے کچھ لٹریچر دیا گیا ہے۔ مطالعے کے دوران میں موصوف کی طرف سے یہ اعتراض سامنے آیا کہ تم کہتے ہو کہ خدا بھیجتا ہے، اس کا کلام کتاب ہے اور اسے ایک خاص شخص محمد کے ذریعہ سے نوع انسانی کے لیے ایک ہمہ گیر نظام زندگی بھیجا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اتنا اہم نظام ایک ایسی زبان میں کیوں پیش کیا گیا ہے جو ایک خاص خطۂ ارضی میں بولی جاتی ہے؟ کیوں نہ اس خدا نے جو قادر مطلق کہلاتا ہے ایک عالمگیر زبان بنا دی، تاکہ ہر کوئی اس کے کلام سے یکساں مستفید ہوتا؟ عربی قرآن شریف تو صرف عربوں ہی کے لیے مفید ہے!۔

جواب: آپ کے جن سکھ دوست نے یہ اعتراض کیا ہے وہ اگر اپنے تخیل کو تھوڑی حرکت اور دیتے تو اس سے بڑھ کر وہ یہ سوال بھی کر سکتے تھے کہ قرآن کا ایک ایک نسخہ براہِ راست ایک ایک انسان کے پاس خدا نے کیوں نہ بھیجا؟ کیونکہ جب وہ قادر مطلق ہے تو ایسا بھی کر سکتا ہے۔ دراصل یہ لوگ اس بات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے کوئی ایسا طریقہ اختیار نہیں فرمایا ہے جس سے دنیا کے اس انتظام کو بدلنے کی ضرورت پیش آئے[1] جو اپنی فطری رفتار پر چل رہا ہے۔ انسانوں میں زبان کا اختلاف اور اس بنا پر نوع انسانی میں چھوٹے اور بڑے حلقے بن جانا ایک فطری چیز ہے جو خود اللہ تعالیٰ ہی کی مشیت کے تحت وجود میں آئی ہے اور اس میں بے شمار حکمتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ وہ اگر قادر مطلق ہے تو اس کے ساتھ وہ حکیم بھی ہے۔ اس کی سلطنت کا انتظام اٹل قوانین پر چل رہا ہے، انھیں قوانین کے ماتحت قوموں کی زبانوں اور ان کی روایات میں تنوع نمودار ہوتا ہے۔ اگر "اسپرانٹو" کی قسم کی کوئی زبان اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا کی جاتی تب بھی وہ نہ تو قوموں کی مادری زبان بن سکتی تھی نہ اس کے ادب سے قلوب متاثر ہو سکتے تھے اور نہ لوگ اس کی ادبی نزاکتوں کو محسوس (appreciate) کر سکتے تھے، الا یہ کہ قوموں کی مادری زبانوں کو اللہ تعالیٰ فوق الفطری طریقہ سے مٹا دیتا اور فوق الفطری طریقہ ہی سے اس اسپرانٹو کو زبردستی تمام قوموں کی زبان

---

[1] یہ اعتراض بالکل اسی نوعیت کا ہے جیسے عہد قدیم کے کفار و مشرکین کہتے تھے کہ نبی اگر سچا ہے تو اس کے ساتھ بڑے بڑے خزانے کیوں نہیں ہیں کہ آرام کی زندگی گزارے اور اپنی دعوت کو خوب پھیلا سکے۔ یا نبی انسان کیوں ہے اور انسانی ضروریات اور کمزوریاں کیوں رکھتا ہے، اسے تو فرشتہ ہونا چاہیے اور فوق الفطری قوتوں سے اپنی تحریک کو پھیلانا چاہیے۔